Majallah-yi Talim o Tahqiq
مجلہ تعلیم و تحقیق
Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem, Sector H-15, Islamabad, Pakistan
مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان
ISSN (P): 2618-1355, ISSN (Online): 2618-1363
Issue 2, Vol 6 ,April-June,2024
شمارہ۲، جلد۶، اپریل—جون، ۲۰۲۴

ادویات کا استعمال اور عبادات پر اس کے اثرات
ایک تحقیقی جائزہ

The impact of medication usage on worship
An Overview

حنیف خان[1]

Keywords:

Medication, worship, impact,

Abstract:

Islam places significant importance on worship (Ibadaat), with each act of worship having specific methods and times. However, individuals may face challenges in performing these acts due to illnesses or other conditions. Sharia law offers accommodations to ensure that worship remains accessible under such circumstances. A crucial question arises when patients need to take medication: how does medication intake affect their ability to perform acts of worship such as Prayer (Salah), Fasting (Sawm), Hajj, and Umrah?

This study provides a comprehensive understanding of the impact of medical treatment on Islamic worship practices. It explores how various medications might influence a person's ability to fulfill religious obligations and discusses Sharia-based *Rukhsah* available to those who are ill.

[1] ۔ مدرس: جامعۃ المحصنات، دیرلوئر

اسلام میں عبادت بنیادی اہمیت رکھتی ہے، تمام عبادات کی ادائیگی کا مخصوص طریقہ اور وقت مقرر کیا گیا ہے، لیکن بعض حالات اور بعض امراض کی وجہ سے عبادت کا وہ مخصوص طریقہ اور وقت چھوڑنا پڑھتا ہے، شریعت نے ایسے شخص کے لیے آسانی اور سہولت دی ہے، چونکہ مریض کے لیے دوائی کا استعمال ضروری ہوتا ہے تو اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا ان دوائیوں کے استعمال سے انسان کی عبادت پر کوئی اثر مرتب ہوتا ہے یا نہیں۔ اس مقالہ میں اسی موضوع کو بیان کیا گیا ہے۔ کہ دوائی کے استعمال سے نماز، روزہ، حج احرام اور احداد میں کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

اثر کا مفہوم

اثر کی جمع آثار آتی ہے، اس کا لغوی معنی ہے تھوڑی سے بچی ہوئی چیز یا بچا ہوا حصہ، کسی چیز میں نشان ہونا یا علامت ہونا، چنانچہ مشہور امام لغت جمال الدین ابن منظور افریقیؒ لسان العرب میں لکھتے ہیں: الأَثر بقية الشيء والجمع آثار وأُثور [2]۔ اصطلاح میں اثر کا مفہوم فقہاء کے نزدیک "منقول" کے معنی میں آتا ہے لیکن مطلقاً نہیں بلکہ جو نبی ﷺ یا صحابہ کرام سے نقل ہو۔ اثر کے بہت سارے معانی ہیں لیکن یہاں جو موضوع کے متعلق ہیں وہ یہ کہ ادویات کے اثرات ماتخلفه الادويه من آثار حسية او معنويه یعنی ادویات کی حسی اور معنوی اثرات۔

اثر کی نوعیت

اثر کبھی حسی ہوتا ہے اور کبھی معنوی، حسی سے مراد یہ ہے کہ وہ اثر جس کا ادراک قوت حاسہ سے ہو: مثلاً معدے کا زخم وغیرہ۔ اور اثر معنوی سے مراد یہ ہے کہ جس کا اثر انسان اندر محسوس کرتا ہے، قلب پر اس کا اثر ہوتا ہے۔

علاج اور ادویات کے استعمال کی شرعی حیثیت

علاج کی شرعی حیثیت اسلامی نظریہ حیات کا اہم حصہ ہے۔ اسلام میں صحت اور علاج کو بہت اہمیت دی جاتی ہے، اور مریضوں کے علاج کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اسلام میں علاج کو ایک بڑی نعمت اور امانت سمجھا گیا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیماروں کے علاج کی ترغیب دی ہے اور اپنے زمانے میں علاج کرنے والے حکیم اور طبیبوں کو بھی اہمیت دی ہے۔ عن أبي الدرداء ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إن الله أنزل الداء والدواء ، وجعل لكل داء دواء فتداووا ولا تداووا بحرام[3]

نماز پر ادویات کے اثرات

نماز پر ادویات کے اثرات کو سمجھنے کے لے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ادویات دو طرح کی ہیں ایک وہ جو عقل کو زائل کرے اور دوسری ایسی دوائی جو نجاست پر مشتمل ہو، ہر ایک کا حکم اور عبادات پر اس کا اثر ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

وہ دوائی جو عقل کو زائل کرتی ہے

(الف) عقل زائل کرنے والی دوائی کے استعمال کا حکم

اسلامی شریعت میں عقل زائل کرنے والی دوائیوں مثلاً شراب وغیرہ کا استعمال حرام ہے، عام حالت میں اس کا استعمال جائز نہیں ہے، اسی طرح اگر کسی بیماری کا علاج حلال چیز سے ممکن ہو تو پھر بھی ان حرام اشیاء کا استعمال جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر طبیب حاذق اس کے استعمال کا کہے تو اس صورت میں ضرورت کی حد تک اس کا استعمال جائزہ ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کسی شخص کو ایک زخم یا درد کی شدت میں دوائی کی ضرورت ہو اور وہ دوا اس کی صحت یا آرام میں مدد دے سکتی ہو، تو اس صورت میں اس دوائی کا استعمال جائز ہو گا۔

---

[2]. محمدبن مكرم افريقى مصرى،لسان العرب،(بيروت،دار صادر)، باب حرف الراء،ج4،ص5

[3]- سنن أبي داوود، بَابٌ فِي الْأَدْوِيَةِ الْمَكْرُوهَةِ،ح3431

يَجُوزُ شُرْبُ الدَّوَاءِ الْمُزِيلِ لِلْعَقْلِ لِلْحَاجَةِ ۔۔وَلَوْ اُحْتِيجَ فِي قَطْعِ يَدِهِ الْمُتَآكِلَةِ إِلَى تَعَاطِي مَا يُزِيلُ عَقْلَهُ فَوَجْهَانِ أَصَحُّهُمَا جَوَازُهُ[4] کسی حرام چیز کو بطور دوا صرف اسی صورت میں استعمال کرنے کی گنجائش ہے کہ جب کوئی ماہر حاذق مسلمان پرہیزگار ڈاکٹر بتائے کہ بیماری کا علاج صرف اسی حرام چیز سے ممکن ہے جب متبادل حلال کوئی دوسری دوا موجود نہیں۔ائمہ میں سے امام ابو یوسفؒ نے مطلقاً تمام حرام اشیاء سے علاج کی اجازت دی ہے۔يَجُوزُ لِلْعَلِيلِ شُرْبُ الْبَوْلِ وَالدَّمِ وَالْمَيْتَةِ لِلتَّدَاوِي إِذَا أَخْبَرَهُ طَبِيبٌ مُسْلِمٌ أَنَّ فِيهِ شِفَاءَهُ وَلَمْ يَجِدْ مِنْ الْمُبَاحِ مَا يَقُومُ مَقَامَهُ۔[5] بیمار شخص کے لئے بطور دوا، خون وپیشاب کا پینا اور مردار کا کھانا جائز ہے، جب کہ اسے کسی مسلمان طبیب نے بتایا ہو کہ اس کی شفاء اس میں ہے اور اس کا کوئی متبادل موجود نہ ہو۔

نماز پر عقل زائل کرنے والی دوائی کا اثر:

نماز اسلامی عبادت کا اہم رکن ہے، جس میں عقل کی حالت زیادہ تر اہمیت رکھتی ہے۔اگر کسی دوائی کا استعمال ایسی ہو جو شخص کی عقل کو مؤثر طور پر زائل کرتی ہو، اور اس کے باعث نماز کو صحیح طور پر ادا کرنا ممکن نہ ہو، تو اس صورت میں اس دوائی کا استعمال نماز کے وقت جائز نہیں ہوگا۔شریعت میں عبادات کی ادائیگی کو عقلی طور پر قابل فہم حالت میں کیا جانا چاہیے۔

بے ہوشی کی حالت میں نماز قضاء کرنے کا حکم

اگر بے ہوشی کی وجہ سے نماز قضاء ہو جائے تو اس صورت میں اس کی قضاء لازم ہوگی یا نہیں، اس سے متعلق امام ابوحنفیہ کی رائے یہ ہے کہ اگر بے ہوشی ایک دن اور ایک رات سے کم ہو تو اس نماز کی قضاء لازم ہے اور اگر ایک دن اور رات سے زیادہ بے ہوشی رہے تو اس کی قضاء لازم نہیں ہوگی۔وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ إِنْ كَانَ الْإِغْمَاءُ دُونَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَزِمَهُ قَضَاءُ مَا فَاتَ فِيهِ وَإِنْ كَانَ أَكْثَرَ فَلَا[6] ناجائز طریقے سے کسی کا عقل زائل ہو گیا مثلاً دیوانہ ہو گیا یا بے ہوش ہو گئی یا کسی مرض کی وجہ عقل زائل ہو گئی یا حاجت کی وجہ سے دوا پینے پر عقل زائل ہو گیا یا کسی کو جبراً شراب پلایا گیا اور اس سے عقل زائل ہو گیا تو اس پر نماز نہیں اور اگر ہوش میں آگیا تو اس کی قضاء اس پر نہیں اگرچہ پاگل پن یا بے ہوشی کا مدت کم یا زیادہ کیوں نہ ہو اور یہی مذہب شوافع اور مالکیہ کی ہے۔

حنابلہ کہتے ہیں کہ بے ہوش آدمی کا حکم نائم کی طرح ہے، بے ہوشی کی حالت میں جو نماز فوت ہو چکی ہے اس کی قضاء لازم ہے مجنون کا حکم جدا ہے۔کسی نے ایسی دوائی پی لی جس سے عقل زائل ہو گیا اگر عقل زائل ہونے کی مدت کم ہو تو بے ہوش آدمی کی طرح ہے اور اگر اس کا مدت زیادہ یعنی طویل ہو تو مجنون کی طرح ہے[7]

احناف فرماتے ہیں اگر کوئی شخص پانچ نمازوں کے وقت تک بے ہوش رہے تو ان نمازوں کو قضاء کریں اور اگر بے ہوشی پانچ نمازوں سے بڑھ جائے یعنی چھ نمازیں ہو جایئں تو ان نمازوں کو قضاء نہ کریں لیکن یہ (یعنی ترک قضاء کا) حکم اس وقت ہے جب اس کی بے ہوشی برابر (continuous) رہے اور اس مدت کے دوران کبھی افاقہ نہ ہو۔[8]

---

[4] المجموع ،ج3،ص7

[5] الشامی، محمدامین ابن عابدین ،ابن عابدین،رد المحتار على الدر المختار المعروف حاشیه ابن عابدین، مطلب تداوی بالحرام ،(بیروت ،دار الفکر، 1412ھ-1992م)،ج5،ص228۔

[6] المجموع ،ج3،ص7

[7] المغنی ،ج1،ص 290

[8] الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند،ج1،ص138

اگر بے ہوشی اتنا ہو کہ پانچ نماز مسلسل فوت ہو چکی ہو تو اس کی قضاء لازم ہے اور اگر اس سے زیادہ ہو تو پھر سارے نمازوں کی قضاء ساقط ہو جاتا ہے۔ خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ دوائی کی وجہ سے کسی کا عقل زائل ہو گیا تو جب ہوش میں آجائے تو فوت شدہ نمازوں کی قضاء کریں جس طرح نائم کا حکم ہے۔

نجس ادویات کے ساتھ نماز کا حکم:

اس میں تین مسائل ہیں:

1. یہ کہ کسی کے جسم پر گندہ دوائی ہو اس کے نماز کا حکم۔
2. یہ کہ کسی کو خون دینے پر نماز کا حکم۔
3. یہ کہ لگا ہوا عضو کی نماز کا حکم۔

کسی کی جسم پر نجس دوائی ہو اس کے نماز کا حکم

امام نوویؒ نے لکھا ہے "مُدَاوَاةُ الْجُرْحِ بِدَوَاءٍ نَجِسٍ وَخَيَّاطَتُهُ بِخَيْطٍ نَجِسٍ كَالْوَصْلِ بِعَظْمٍ نَجِسٍ فَيَجِبُ النَّزْعُ حَيْثُ يَجِبُ نَزْعُ الْعَظْمِ الخ" [9] نجس دوائی سے زخم کا علاج کرنا یا نجس دھاگے سے زخم سینا اس کا حکم وہی ہے جو لگا ہوا نجس ہڈی کا ہے، تو اس کا نکالنا واجب ہے۔ اس شرط پر کہ ہلاکت نفس یا ہلاکت عضو کا خطرہ نہ ہو، حاکم اس کو نکالنے پر مجبور کر سکتا ہے اور اس کے نماز درست نہیں ہے۔ اگر ظاہری جسم پر نجس دوا لگائی ہو اور ہلاکت نفس کا خطرہ نہ ہو تو حتی الامکان نجس دوائی کا ازالہ ضروری ہے اور اس کے نماز درست نہیں ہے۔ اور اگر باطنی جسم پر دوائی لگائی ہو جیسا کہ مائع دوائی ہو اور اس نے پیا ہو تو اس کا حکم وہی ہے جس نے نجس کھانا نگلا ہو، نجاست کا حکم اس میں ساقط ہو جاتا ہے اس لئے کہ یہ نجاست اندر استقرار پار کھی ہے جب تک وہ نہیں نکلا ہو اس پر حکم نہیں لگا یا جا سکتا الا یہ کہ فوراً منہ دھونا ضروری ہے اور اس کے نماز درست ہے

1. کسی دوسرے کو خون دینے پر نماز کا حکم

موجودہ دور میں صحیح طبّی قوانین کے موافق کسی ضرورت مند کو خون دینا بہت فائدہ مند ہیں بلکہ کبھی کبھار انسانی زندگی اس پر موقوف ہوتی ہیں۔ خون کے متعلق تداوی کے بہت سارے احکام ہیں، مثلاً خون پاک ہے یا ناپاک، اگر پاک ہے تو اس کے حرمت کی احکام کیا ہیں؟، کسی دوسرے کو خون دینا کب جائز اور کب ناجائز ہیں؟، ایک مسلمان کافر کو یا عکس خون منتقل کر سکتے ہیں، ایک مرد عورت کو یا عکس خون دے سکتے ہیں وغیرہ۔ اور اگر خون نجس ہے تو حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک طہارت ٹوٹ جانے اور نماز پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ لیکن یہاں پر جو محل بحث ہے وہ یہ کہ نماز پر خون کا کیا اثر ہے؟ اور یہ مسئلہ موقوف ہے خون کے نجس اور طہارت ہونے پر تو پہلے یہ مسئلہ حل مطلوب ہیں۔

خون کی دو اقسام ہیں: ۱) انسان کا خون، ۲) حیوان کا خون

پھر انسان کے خون کی دو قسمیں ہیں: ۱) حیض اور نفاس کی خون، ۲) اس کے علاوہ عام خون اور حیوان کے خون چار کی چار اقسام ہیں: ۱) ماکول الحم حیوان کا خون، ۲) غیر ماکول الحم حیوان کا خون، ۳) اس حیوان کا خون جو سائل نہ ہو، ۴) مردار کا خون

i. انسان کا خون میں حیض، نفاس اور استحاضہ کے خون کا حکم

[9] المجموع ،ج1،ص138-139

حیض کا خون بالاتفاق نجس ہے، بہت سے دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے:''عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِحْدَانَا يُصِيبُ ثَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ قَالَ تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَنْضَحُهُ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ ''[10]اس حدیث میں نبی ﷺ نے حضرت اسماءؓ کو حیض والے کپڑے صاف کرنے کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا تھا''تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَنْضَحُهُ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ''اس کو کھرچ دے پھر اس کو پانی سے اچھی طرح دھولے، پھر پانی کے چھینٹے ماریں اور پھر نماز پڑھیں۔اور نفاس واستحاضہ کا حکم حیض کی طرح ہے۔

ii. اس کے علاوہ عام خون

متقدمین اور ائمہ اربعہ کے نزدیک خون نجس ہے۔ان کا دلیل قرآن کی یہ آیت ہے:{ قُل لاَّ أَجِدُ فِي مَآ أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّماً عَلَىَ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلاَّ أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَماً مَّسْفُوحاً أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقاً أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلاَ عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ }[11]اور متاخرین میں سے امام شوکانی،البانی اور ابن عثیمین رحمھم اللہ کے نزدیک خون پاک ہے۔ان کے دلائل میں ایک دلیل یہ ہے کہ''أنَّ الأصل في الأشياء الطَّهارة حتى يقوم دليل النَّجاسة، ولا نعلم أنَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ أمَر بغسل الدَّمِ إلا دم الحيض،مع كثرة ما يصيب الإنسان من جروح، ورعاف، وحجامة، وغير ذلك، فلو كان نجساً لبيَّنه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ ؛ لأنَّ الحاجة تدعو إلى ذلك''[12]

اصل اشیاء میں طہارت ہے یہاں تک کہ نجاست پر کوئی دلیل ہو اور نبی ﷺ نے حیض کے خون کے علاوہ کسی دوسرے خون کے دھونے کا حکم نہیں دیا ہے، حالانکہ انسان سے زخم، نکسیر اور حجامہ کے دوران خون عام طور پر نکلتا ہے۔البتہ سبیلین جو خون نکلے وہ نجاست کے ملاپ کی وجہ نجس ہونے کا حکم ہے۔لیکن شریعت اور عقل یہ تقاضا کرتے ہیں کہ کہ کتاب وسنت کی نص صریحی کی اتباع کرنا چاہیے اور امام شوکانی اور اس کے اتباع کا قول جو کہ دلیل اور اجماع کے خلاف ہے مرجوح قرار دیا جائے گا۔

iii. ماکول الحم حیوان کی خون کا حکم

بعض علماء کے نزدیک ماکول الحم حیوان کا خون نجس ہے،انکے دلیل عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے:عن عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ قال : أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ وَأَبُو جَهْلٍ وَأَصْحَابٌ لَهُ جُلُوسٌ إِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْض أَيُّكُمْ يَجِيءُ بِسَلَى جَزُورِ بَنِي فُلَانٍ فَيَضَعُهُ عَلَى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ إِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ أَشْقَى الْقَوْمِ فَجَاءَ بِهِ فَنَظَرَ حَتَّى سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ عَلَى ظَهْرِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَأَنَا أَنْظُرُ لَا أُغْنِي شَيْئًا لَوْ كَانَ لِي مَنَعَةٌ قَالَ فَجَعَلُوا يَضْحَكُونَ وَيُحِيلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ فَطَرَحَتْ عَنْ ظَهْرِهِ[13]۔جو اہل علم زخموں کے خون کو بھی نجس شمار کرتے ہیں وہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ ایسی صورت حال تھی کہ جس سے طہارت ممکن نہیں تھی یعنی یہ اضطرار تھا۔اگر وہ صحابی اپنے خون کو روکنے کی کوشش کرتے تو وہ پہلے ہی سے کر رہے ہوتے تھے لیکن ان کا خون اس حالت میں رکتا نظر نہ آتا تھا اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ اگر

---

[10] النسابوری،مسلم بن حجاج،صحيح مسلم ،(بیروت،دارالجیل،1334ھ)،باب تجاوز الله عن حديث النفس ،ح:601

[11] القرآن،145:6

[12] الشوکانی،محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني،الدراري المضية شرح الدرر البهية ،(بیروت،ادار الكتب العلمية ،1407-1987م)،ص:22

[13] صحيح البخاري كتاب الوضوء باب إذا ألقي على ظهر المصلي قذر أو جيفة، لم تفسد عليه صلاته،ح237

وہ اپنے ان خون آلود کپڑوں کی جگہ کوئی اور کپڑا استعمال کرتے تو وہ بھی خون جاری رہنے کی وجہ سے فوراً خون آلود ہو جاتا لہذا یہ ایک اضطراری صورت حال تھی اور اس میں وہ اس حالت میں نماز پڑھ لیتے تھے۔

اگر نمازی نماز پڑھ لے اور اس کے کپڑوں پر نجاست لگی ہو چاہے تھوڑی ہی کیوں نہ ہو تو وہ نماز دہرائے گا۔ اکثر علمائے کرام کی رائے کے مطابق معمولی خون یا پیپ قابل معافی ہے۔ کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق آپ کہتی ہیں کہ: قَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَغْسِلُ دَمَ الْحَيْضَةِ بِرِيقِهَا تَقْرُصُهُ بِظُفْرِهَا"[14] ہمارے پاس صرف ایک ہی قمیص ہوتی تھی اسی میں ماہواری کے ایام گزرتے اور اسی میں جنابت ہوتی تھی، پھر جب کبھی اسے کپڑوں میں خون کا دھبہ نظر آتا تو اسے لعاب لگا کر کھرچ دیتی تھی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معمولی خون لگا ہو تو یہ قابل معافی ہے؛ کیونکہ تھوک سے کسی چیز کو پاک نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اس طرح تو ناخن بھی نجس ہو جاتا ہے، پھر ان کا انداز بیان ایسا ہے جو ان کے دائمی عمل کو بیان کرتا ہے اور ایسا عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی نہیں رہ سکتا اور یہ اثر یا تو تھوڑی خون پر حمل ہے جو قابل معافی ہے اور یا کم از کم اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یا یہ کہ ایک صحابی کا قول ہے جو کہ اجماع صحابہ نہیں ہے۔ البتہ دم مسفوح (جو کہ ذبح کے وقت نکلتا ہے) اس سے مستثنی ہے۔

iv. غیر ماکول الحم حیوان کی خون کا حکم

نہ بہنے والے خون کا حکم: ہر وہ حیوان جس سے خون نہیں بہتا وہ پاک ہے اس دلیل وہ مشہور حدیث ہے جو نبی ﷺ نے فرمایا ہے: "إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَإِنَّ فِي أَحَد جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَفِي الْآخَرِ دَاءً "[15] جب تم میں سے کسی ایک کے برتن میں مکھی گر جائے، تو تم اس کو اس میں ڈبکی لگواؤ اور پھر اس کو اس سے باہر نکال دو، اس لئے کہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسری میں شفا ہوتی ہے، اور وہ بیماری والے پر کو شفا والے پر مقدم رکھتی ہے۔

v. **مردار کا خون:** مردار کا خون بالاتفاق نجس ہے البتہ اس سے کلیجہ اور جگر (جو خون ہی کی جمی ہوئی صورت ہے) کا خون مستثنی ہے۔
اہل علم کی اکثریت کے نزدیک خون نجس ہے۔ امام نووی، امام ابن حجر، امام قرطبی، امام ابن حزم، امام ابن رشد اور امام ابن عبد البر رحمہم اللہ اجمعین نے خون کے نجس ہونے پر اہل علم کا اجماع اور اتفاق نقل کیا ہے۔ جمہور اہل علم کے نزدیک اگر خون تھوڑا ہے اور ان کپڑوں میں نماز پڑھنے کے دوران معلوم ہوا یا بعد میں تو معاف ہے اور اس کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی وہی حدیث ہے جو ماکول الحم حیوان کی خون کا حکم کے بحث میں گزر چکی۔

vi. خون کے ذریعہ سے علاج کرنے کا حکم

اہل علم اس بات پر اتفاق ہے کہ اضطراری حالت کے علاوہ خون کا پینا اور استعمال کرنا حرام ہے۔ نص قرآنی اس پر دلیل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: " حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ[16] ۔ تم پر حرام کیا گیا ہے مردار جانور، خنزیر کا گوشت اور جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ اور یہ مطلق مقید پر محمول ہے، جو کہ خون پینے کو شامل ہے۔ جس طرح اہل علم اس بات پر اتفاق ہے کہ اضطراری حالت کے علاوہ خون کا پینا اور استعمال کرنا حرام ہے اسی طرح اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ اضطراری حالت میں اس کا پینا اور استعمال کرنا مباح ہے، ابن قدامہ نے کہا

---

[14] ابوبکر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميری، المصنف، (ہند، مجلس علمی ۔ہند، 1403ھ)، باب دم الحیضة، ح:1129

[15] أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي، شرح السنة تحقيق: شعيب الأرنؤوط-محمد زهير الشاويش، (بيروت، المكتب الإسلامي، 1403هـ - 1983م)، باب الذباب يقع فی الشراب ، ح:2813

[16] القرآن، 5:3

ہے:"أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى تَحْرِيمِ الْمَيْتَةِ حَالَ الِاخْتِيَارِ، وَعَلَى إبَاحَةِ الْأَكْلِ مِنْهَا فِي الِاضْطِرَارِ".[17] جب یہ بات واضح ہوگئی تو خون کے ذریعہ سے علاج کرنا دو شرائط کے ساتھ جائز ہے، پہلا یہ کہ دوائی کھانے کی طرح ضرورت ہو دوسرا یہ کہ خون علاج میں اس طرح مفید ہو جس طرح بھوکا شخص کو کھانے کا فائدہ ہو۔

اس تفصیل کے ساتھ جو شخص خون کی محتاج ہو اس کو خون دینا درست ہے۔ بعض فقہاء نے کھانا اور علاج کے درمیان فرق بیان کیا ہے اس حیثیت سے کہ حرام کھانے میں فائدہ ثابت ہے بخلاف علاج کہ اس کا فائدہ مشکوک ہے۔ لیکن پہلے زمانے میں تو بات الگ تھے اب موجودہ دور میں خون دینا اور اس سے علاج کرنا ثابت ہے، جیسا کہ یہ بات فقہاء نے ذکر کیا ہے: يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاءه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه[18] مریض کے لئے دوا کے طور پر خون اور پیشاب پینا جائز ہے بشر طیکہ مسلمان ڈاکٹر نے اسے کہا ہو کہ اس کا علاج یہی ہے اور اس کا متبادل حلال علاج میسر نہیں ہے۔ اس عبارت میں خون اور بول کا مطلقاً ذکر ہوا ہے جس میں انسان کا خون اور بول بھی شامل ہے۔

اسی بنا پر علاج کی غرض سے خون دینا جائز ہے لیکن چند شرائط کے ساتھ: ۱) خون کی ضرورت ہو یعنی اس کے زندگی اس پر موقوف ہو، ۲) خون کے علاوہ کوئی دوسرا قائم مقام نہ ہو، ۳) اور خون صحیح طبّی ضوابط کے مطابق منتقل کر دیا جائے ایسا نہ ہو کہ مریض کا مرض بڑھ جائے۔

vii. نماز پر خون کا اثر

خون کا اثر موقوف ہے اس بات پر کہ خون نجس ہے اور اس بات پر کہ جو خون منتقل کیا جارہا ہے دم مسفوح کے حکم میں ہے اس حیثیت سے کہ خون دینے والا نجاست اٹھانے والا ہو، پھر خون یا تو خون کے برتن کے ساتھ متصل ہوگا اور یا یہ خون جسم میں داخل ہوگا، پہلے صورت میں اس کے ساتھ نماز درست نہیں ہے اس لئے کہ نمازی نماز میں نجاست اٹھانے والا ہے، ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: "مَنْ صَلَّى حَامِلًا وِعَاءً مَسْدُودًا قَدْ أُوعِيَ دَمًا لَمْ تَصِحَّ صَلَاتُهُ"[19] کسی نے ایسی برتن کے ساتھ نماز پڑھے جس میں خون جمع کیا گیا ہو اور اس نے اٹھایا ہو تو اس کے نماز درست نہیں ہے۔ اور دوسرے صورت میں نجس خون ایک ایسی پاک جگہ کے ساتھ خلط ہوگئی ہے جو رگوں میں پوشیدہ ہے تو فقہاء کے ظاہری کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قابل معافی ہے اور اس سے نماز درست ہے، امام ابن قدامہ لکھتے ہیں: " إذَا جَبَرَ عَظْمَهُ بِعَظْمٍ نَجِسٍ فَجُبِرَ، لَمْ يَلْزَمْهُ قَلْعُهُ إذَا خَافَ الضَّرَرَ، وَأَجْزَأَتْهُ صَلَاتُهُ، لِأَنَّهَا نَجَاسَةٌ بَاطِنَةٌ يَتَضَرَّرُ بِإِزَالَتِهَا، فَأَشْبَهَتْ دِمَاءَ الْعُرُوقِ"[20] جب نجس ہڈی سے جسم کی کسی حصے کا جبیرہ کیا جائے تو جب نقصان کا اندیشہ ہو اس کا نکالنا لازمی نہیں ہے اور اس کے نماز درست ہے اس لئے کہ یہ باطنی نجاست ہے جو اس کے نکالنے سے نقصان ہوتا ہے۔ اس تفصیل کے ساتھ جب مریض کو خون دیا گیا اور اس کے جسم میں داخل کیا گیا اور اندر قرار پایا جو شریان اور رگوں کے شکل میں ہے نماز پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

3. لگا ہوا یا پیوند کیا ہوا عضو کے نماز کا حکم:

کسی کو عضو لگا ہوا یا پیوند کیا ہو تو اس پر نماز کے کیا اثر پڑتے ہیں؟ تو یہ مسئلہ انسان کے الگ عضو جو پاک ہو اس پر مبنی ہے۔ ملک العلماء علامہ ابو بکر کاسانیؒ کہتے ہیں کہ ہر وہ چیز جو ان کی زندگی میں جدا کی گئی ہو اور ان میں خون نہ ہو تو ان کے متعلق دو روایت ہیں؛ ایک روایت کے مطابق

---

[17] المغنی ،باب :و من اضطر ،ج9،ص330

[18] حاشية ابن عابدين ،باب : مطلب في التداوی بالحرام،ج5،ص228

[19] مجموع الفتاوی،ج12،ص599

[20] المغنی،ج1،ص412

انسان کے تمام اجزاء ناپاک ہیں اور ان کا وزن ایک درہم کے وزن، یا حسب حال درہم کی چوڑائی کے مطابق اس کی چوڑائی ہو تو اس کا فروخت کرنا جائز ہے اور نہ ان کے ساتھ نماز درست ہے، دوسری روایت کے مطابق آدمی کے اجزاء پاک ہیں اور یہی قول درست ہے اس لئے کہ ان میں کوئی خون نہیں پایا جاتا اور دراصل خون نجس ہوتا ہے۔[21]

احمد بن عرفہ دسوقی مالکی فرماتے ہیں: الْمُنْفَصِلُ مِنْ الْآدَمِيِّ مُطْلَقًا) أَيْ فِي حَالِ حَيَاتِهِ أَوْ بَعْدَ مَوْتِهِ عَلَى الْمُعْتَمَدِ مِنْ طَهَارَةِ مَيْتَتِهِ، وَأَمَّا عَلَى الضَّعِيفِ فَمَا أُبِينَ مِنْهُ نَجِسٌ مُطْلَقًا"۔[22] ترجمہ: معتمد قول کے مطابق انسان کے الگ اعضاء زندگی اور مرنے کے بعد پاک ہے اور ایک ضعیف قول میں مطلقاً (زندگی اور مرنے کے بعد) نجس ہے۔ امام نوویؒ اور ابن قدامہؒ دونوں نے اسی طرح قول کیا ہے۔[23] اس سارے مذاہب سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کے نزدیک درست بات یہ ہے کہ انسان سے الگ اور جدا کیا ہوا عضو پاک ہے۔ اور جب یہ بات واضح ہو گئی تو صحیح بات یہ ہے کہ جو عضو لگایا یا پیوند کیا گیا ہو، اپنا عضو ہو یا کسی دوسرے کا ہو، نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس لئے یہ پاک عضو ہے۔

روزہ پر ادویات کے اثرات

اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کھانے، پینے اور قصداً بیوی سے ہمبستری کرنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، البتہ جزئیات اور بہت سے دوسری چیزوں میں اختلاف ہے۔ ابن تیمیہؒ نے اس باب میں خاصی تفصیل سے بات کی ہے، فرماتے ہیں: ''کہ روزہ ٹوٹنا دو طریقوں سے ثابت ہے پہلا یہ کہ کھانا، پینا اور بیوی سے ہمبستری سے نص اور اجماع کے ذریعہ سے ثابت ہے اور دوسرا یہ کہ حیض کی خون سے جو سنت اور مسلمانوں کے اتفاق سے ثابت ہے۔ امام خطابیؒ کا قول نقل کیا گیا ہے۔ البتہ الٹی کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر قصداً کوئی منہ بھر کر کرے تو قضاء ہے اس پر اور اگر قصداً نہ کی ہو خود ہوئی ہو تو اس پر قضاء نہیں ہے۔ دوائی سے روزہ ٹوٹنے سے متعلق تفصیل ہے:

دوائی کی داخلہ کی راہ : اگر دوائی منہ یا سبیلین کے ذریعہ داخل ہو، تو احناف میں یہ روزہ کو فاسد کرتا ہے، جبکہ مالکیہ اور ابو حنیفہ میں اس کی روزہ پر کوئی اثر نہیں۔

دوائی کی داخلہ کا اعتبار : مالکیہ کے مطابق، صرف وہ دوائی روزہ کو فاسد کرتی ہے جو بدن کے مجوف حصے تک پہنچے، مثلاً دماغ یا معدہ تک۔

مختلف فقہی مذاہب کے فرق : احناف، شافعیہ، حنابلہ، اور مالکیہ کے درمیان فرق ہے کہ کیسی دوائی روزہ کو فاسد کرتی ہے اور کیسی نہیں۔ مثلاً، سعوط یا حقنہ جیسی دوائیاں دیگر فقہی مذاہب میں روزہ کو فاسد کرتی ہیں جبکہ مالکیہ میں صرف حقنہ کو اسی وجہ سے قضاء کا حکم دیا جاتا ہے کہ یہ بدن کے مجوف حصے تک پہنچ جاتی ہے۔

احکام کی مختصر وضاحت : مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، ڈاکٹر حسن فکی، اور دیگر علماء کی بات کو جمع کرتے ہوئے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فقہاء کے درمیان مختلف اقوال ہیں، لیکن عام طور پر احتیاط کیا جاتا ہے کہ جو دوائی بدن کے اندر منہ یا سبیلین سے داخل ہوتی ہے، اس سے روزہ کے قضاء کا حکم لازماً ہوتا ہے۔ فقہاء احناف اس بات پر متفق ہیں کہ فساد صوم قدرتی سوراخوں سے جوف یا دماغ تک پہنچ جانے پر ہے۔ مثلاً منہ، ناک، اور دبر کے راستے سے کوئی چیز داخل ہو جائے۔ پیٹ تک پہنچنے کی صورت میں تو کوئی شک نہیں کیونکہ صورتاً کھانا پایا گیا، اور دماغ تک پہنچنے کی صورت میں اس لئے فاسد ہو گا کہ دماغ میں پیٹ کی طرف منفذ اور راستہ ہوتا ہے تو گویا کہ دماغ پیٹ کا ایک کونا ہی ہے۔ باقی قدرتی سوراخوں کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے کوئی

[21] ابوبکر بن مسعود بن احمد ،علاء الدين،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،(بيروت،دار الكتب العلمية،1986)،ج1،ص63

[22] الدسوقي ، محمد بن أحمد بن عرفة الدسوقي المالكي (المتوفى: 1230ھ)،علامه، حاشية الدسوقي على الشرح الكبير۔(بيروت،دار الفكر ، س ن،ج1۔ص54

[23] ملاحظہ ہو: المجموع ج2،ص,563،المغنی،ج1،ص46

چیز پیٹ تک یا دماغ تک پہنچی مثلاً پیٹ یا دماغ پر زخم تھا، تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق روزہ فاسد ہو جاتا ہے، اس لئے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ پیٹ تک پہنچ گئی ہے کیونکہ پیٹ کی طرف منفذ موجود ہے (اگرچہ غیر قدرتی ہے) لہٰذا ظاہر پر حکم جاری کیا جائے گا، اور صاحبین کے نزدیک فاسد نہیں ہوگا۔ صاحبین قدرتی سوراخوں کا اعتبار کرتے ہیں کیونکہ قدرتی سوراخوں کے ذریعے دوا وغیرہ کا پہنچنا یقینی ہے اور غیر قدرتی سوراخ سے پہنچنے میں شک ہے لہٰذا شک کی صورت میں فساد کا حکم نہیں کیا جا سکتا۔[24] اسی بنا پر جو دوائی چمڑا یا کھال میں ڈالا جاتا ہے تو مطلقاً روزہ نہیں ٹوٹتا، اور جو دوائی زخموں میں ڈالا جاتا ہے ان کے درمیان فرق کرتے ہیں: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائفہ اور آمہ میں دوائی ڈالنے سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور صاحبین کے نزدیک فاسد نہیں ہوتا ہے۔ اسکے برخلاف دوسرے زخموں پر دوائی ڈالنا مفسد صوم نہیں ہے چاہے وہ کوئی بھی زخم ہو حالانکہ کوئی بھی زخم جو جسم کے اندرونی حصہ تک پہنچتا ہو اس پر ڈالی گئی دوائیں بالواسطہ معدہ یا دماغ تک پہنچ ہی جاتی ہیں مگر اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

جو پھٹوں میں دوائی دیا جاتا ہے مثلاً پھٹوں میں انجکشن لگانا تو اس کا حکم جلد یعنی کھال اور چمڑے والے احکام کے ساتھ ہوگا یا زخموں والے احکام کے ساتھ؟ تو جو اقوی ہو اس کے ساتھ ہوگا۔

مالکیہ کے نزدیک جو دوائی پھٹوں اور کھال و چمڑے کے ذریعے ڈالی جاتی ہیں اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس لئے کہ ان کے نزدیک فساد صوم منافذ اصلیہ سے ہے اور منافذ اصلیہ منہ، ناک، اور سبیلین وغیرہ جو مائع شکل میں داخل ہو جائے۔ اس وجہ سے جو دوائی زخموں میں ڈالا جاتا ہے اور وہ جوف تک پہنچ جاتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ملخص[25] شافعیہ کے نزدیک جو دوائی پھٹوں اور کھال و چمڑے میں ڈالا جاتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور زخموں میں تفصیل کرتے ہیں اگر دوا جوف تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے ورنہ نہیں۔[26] اور حنابلہ اس طرح کہتے ہیں کہ جائفہ کی دوائی جوف تک اور آمہ کی دوائی دماغ تک پہنچنے پر روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔[27]

حاصل یہ ہے کہ سارے ائمہ اس بات پر اتفاق ہے کہ جو دوائی پھٹوں اور جلد کے ذریعے ڈالا جائے روزہ نہیں ٹوٹتا اسی طرح ان زخموں کی دوا جو جوف اور دماغ تک نہیں پہنچتے اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور ان زخموں کے دوائی جو جو جوف یا دماغ تک پہنچتے ہیں ان سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں اس کے بارے میں دو قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا یہی مذہب مالکیہ اور صاحبین کا ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے روزہ ٹوٹتا ہے اور یہ مذہب امام مالک کے علاوہ ائمہ ثلاثہ کا ہے۔ ائمہ ثلاثہ کی دلیل وہ مشہور حدیث ہے جو ابوداود وغیرہ نے روایت کی ہے۔ بَالِغْ فِي الِاسْتِنْشَاقِ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا[28]۔ جب تم (وضو کرتے ہوئے) ناک میں پانی دو، تو اس میں مبالغہ کرو، الّا یہ کہ تم روزہ سے ہو۔

تو اس بات کی دلیل ہیں کہ جب کوئی چیز دماغ تک پہنچ جائے روزہ فاسد ہوتا ہے اور دماغ تک کوئی چیز پہنچانا ایسا ہے جیسا کہ جوف تک پہنچانا تو اپنے اختیار سے کوئی چیز جوف تک پہنچانا کھانے کے مترادف ہے۔

مالکیہ اور صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ شریعت نے جو چیز فساد صوم قرار دی ہے وہی ہوگا اور دوسرا یہ کہ اس میں نہ اصلاً کھانا اور پینا ہے اور نہ معنیً ہے اور جماع یا معنیً جماع نہ ہے جو شہوت پورا کرنے کی متقاضی ہے اور حدیث سے صراحتاً یہ معلوم نہیں ہوتا کہ زخموں کے دوائی جو جوف یا دماغ تک پہنچانا نقض صوم ہے، اور قیاس کی صورت میں علت جامعہ نہیں ہے۔

---

[24] بدائع الصنائع، ج2، ص93

[25] ابن جزی، محمد بن احمد کلبی غرناطی، القوانین الفقهیة، ص:80

[26] المجموع، ج6، ص314.320

[27] المغنی، ج4، ص360

[28] ابو داود، باب الصائم یصب علیه الماء، ح:2366

روزہ کی حالت میں گردے کی دھلائی کا حکم

مختلف قسم کی بیماریوں میں سے ایک گردے کی بیماری ہے، جس کی وجہ سے گردہ اپنا کام چھوڑ دیتا ہے اور اس کے نتیجے میں خون کے اندر فاسد مادہ جمع ہو جاتا ہے، جو گردے کے صحیح ہونے کی صورت میں اس کے عمل سے بدن خارج ہو جایا کرتا ہے۔ لہذا خون کو اس فاسد مواد سے صاف کرنے کے لئے گردہ کا کام مشینوں (مصنوعی گردے) سے لیا جاتا ہے، جس کو عربی زبان میں "غسيل الكلوى" یا "انفاذ" اور انگریزی میں ڈائیلسس {DIALYSIS} کہا جاتا ہے۔ اور اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ ایک ٹیوب لگا کر رگوں سے خون کے اندر کے فاسد عناصر و مواد کو خارج کیا جاتا ہے اور دوسرے ٹیوب کے ذریعہ صالح خون کو دوبارہ بدن میں داخل کیا جاتا ہے اور خون کی اس صفائی کے لئے ضروری دوائیاں استعمال کی جاتی ہیں جو خون کو صاف کرتی ہیں۔

اس سے روزہ فاسد ہونے کے بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں معاصر عرب علماء کا رجحان یہ ہے کہ اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، اس لئے کہ اس عمل سے انسان کی جسم میں دوائیاں پہنچائی جاتی ہیں، لہذا اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔ دار الافتاء "اللجنة الدائمة" نے فتوی دیا ہے کہ ڈائیلسس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ وبعد دراسة اللجنة للاستفتاء والوقوف على حقيقة الغسيل الكلوي بواسطة أهل الخبرة أفتت اللجنة بأن الغسيل المذكور للكلى يفسد الصيام.[29]

اور شیخ عثیمینؒ کہتے ہیں کہ کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ گردے صاف کرنے کا عمل حجامت (پچھنے لگانے) کی طرح نہیں ہے، حجامت میں تو خون بدن سے نکالا جاتا ہے اور بدن میں لوٹایا نہیں جاتا اور حدیث کے مطابق حجامت سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور ڈائیلسس میں خون کو نکال کر صاف کر کے بدن میں لوٹایا جاتا ہے لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں اس کے ساتھ کوئی غذائی مادہ بھی جو کھانے پینے سے مستغنی کر دینے والا ہوتا ہے وہ اس میں شامل ہو پس اگر ایسا ہے تو اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا. اگر ڈائیلسس میں کوئی غذائی مواد شامل نہیں ہوتا بلکہ صرف خون کی صفائی ہوتی ہے، تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔[30]

علماء ہند کے رائے یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں ڈائیلسس کے عمل سے روزہ نہیں ٹوٹے گا؛ کیونکہ اس عمل کا تعلق صرف خون کی صفائی ہے اور براہ راست جوف معدہ میں اس کے سبب کوئی چیز داخل نہیں ہوتی۔[31]

مولانا محمد شعیب مفتاحی جو کہ مسیح العلوم بنگلور کے بانی و مہتمم ہیں اپنے کتاب رمضان اور جدید مسائل میں لکھتے ہیں:

کہ یہ سارے فتاوی اس بنیاد پر ہیں کہ خون کے ساتھ غذائی مواد یا کیمیاوی مواد اندر داخل کیا جاتا ہے، لہذا اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور عام طور پر علماء عرب کے نزدیک بدن میں غذائی مواد کس طرح بھی داخل ہو جائے اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ مگر قابل غور بات یہ ہے کہ ڈائیلسس میں اگرچہ خون کے ساتھ غذائی یا کیمیاوی مواد بدن میں داخل کیا جاتا ہے مگر یہ رگوں کے ذریعہ داخل کیا جاتا ہے نہ کہ منفذ اصلی سے اور یہ بات انجکشن کے مسئلے کے تحت واضح کر دی ہے کہ بدن کے اندر کسی چیز کا پہنچنا یا پہنچانا دو شرطوں کے ساتھ مفسد ہوتا ہے: ایک تو یہ کہ یہ چیز جوف بند میں پہنچے اور دوسرے یہ کہ منفذ اصلی کے راستے سے پہنچے۔ لہذا ڈائیلسس میں غذائی و کیمیاوی مواد خون میں شامل کر کے اندر پہنچایا جاتا ہے مگر یہ منفذ اصلی

---

[29] فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى ، اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء ،رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء- الرياض، ج1، ص19

[30] ابن عثيمين، محمد بن صالح، مجموع فتاوى ،دار الوطن ،1413ھ، ج19، ص114

[31] محمد سلمان منصور پوری، کتاب المسائل، مرکز العلمی مراد آباد، 2011ء، ج2، ص154

سے نہیں بلکہ رگوں سے پہنچایا جاتا ہے۔ لہذا اس سے روزہ فاسد نہیں ہونا چاہئے تاہم احتیاط یہی ہے کہ روزے کے حالت میں اس سے احتیاط کی جائے یا کم از کم رات کے وقت کرایا جائے۔[32]

اس سے معلوم ہوا کہ رزے کی حالت میں گردوں کی صفائی کے لیے جو ڈیلائسس ہوتی ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

روزہ کی حالت میں رگ والے انجکشن کا حکم

وریدی یعنی رگ والے انجکشن ہو یا چڑے والے یا پھٹے والے انجکشن ہو اس کے حکم ایک ہے اس کے ذریعے جو چیزیں جسم میں داخل کی جاتی ہیں عموماً رگوں وغیرہ کے واسطہ سے قلب ودماغ یا معدہ تک پہنچتی ہیں اور ایک ایسی راہ سے گذرتی ہیں جو اس کی حقیقی راہ اور فقہاء کے زبان میں منفذ نہیں ہے۔

عام انجکشن جو رگوں یا گوشت میں لگائے جاتے ہیں، ان سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ روزہ فاسد صرف اس انجکشن سے ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے غذا یادوا بعینہ معدہ میں پہنچ جائے۔ اور یہ دوسرا قسم ہے انجکشن کا۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں کہ "فقہی نظائر سے معلوم ہوتا ہے کہ منہ سے جس قسم کی چیز بھی معدہ تک پہنچ جائے مفسد صوم ہوگی، چاہے وہ بدن کی اصلاح کرتی ہو یا نہ کرتی ہو لیکن اس کے علاوہ کسی اور راہ سے جسم تک پہنچنے والی وہی چیز مفسد صوم ہوگی جس سے بدن کی اصلاح ہوتی ہو، چنانچہ صاحب ہدایہ نے کان میں ڈالنے والی دوا کو روزہ کے لئے مفسد قرار دیا ہے، مگر پانی کو نہیں اور وجہ یہ لکھی ہے کہ پہلی صورت میں اصلاح بدن ہوتی ہے دوسری صورت میں نہیں (الہدایہ، ۱:۲۰۰)

حاصل یہ ہے کہ انجکشن کے ذریعہ چاہے خون پہنچایا جائے یا دوا مفسد صوم نہ ہوگا"[33]

۴)خون کا روزہ پر اثر

طہارت کے باب میں خون کے بارے میں کچھ نہ کچھ تفصیل گذر چکی ہے، یہاں پر خون کے بارے میں دو مسئلے زیر غور ہیں پہلا یہ کہ کسی شخص کو خون دینے پر روزہ پر کیا اثر پڑتی ہیں؟ اور دوسرا یہ کہ خون لینے پر روزہ پر کیا اثر پڑتی ہیں؟

پہلا مسئلہ: کسی شخص کو خون دینے پر روزہ پر کیا اثر پڑتی ہیں؟

کسی بیمار شخص کو خون دینا یا تو غذا کی حیثیت ہوگی یا دوا کی، بعض اہل علم اس کے حیثیت غذا کی ہے۔"إذا توقف شفاء المريض أو الجريح وإنقاذ حياته على نقل الدم إليه من آخر بأن لا يوجد من المباح ما يقوم مقامه في شفائه وإنقاذ حياته جاز نقل هذا الدم إليه، وهذا في الحقيقة من باب الغذاء لا من باب الدواء."[34]

ڈاکٹر حسن قلی کہتے ہیں کہ بیمار آدمی کو خون دینا غذا کی حیثیت انشاءاللہ درست اور حق ہے، کیونکہ خون دینا اگرچہ بیمار کے ساتھ ریلیف اور امداد ہوتی ہیں اور دواؤں میں غالباً یہی ہوتی ہیں، مگر حقیقت میں یہ غذا ہے اس کے تائید اس سے ہوتی ہیں کہ یہ خون غذا کا خلاصہ ہے اور جب معاملہ اس طرح ہے تو روزہ کو خون دینا کھانے کا قائم مقام بنتا ہے، بلکہ معروف کھانے سے معنیً زیادہ اور اولیٰ ہے، اور روزہ میں کھانے سے ممانعت اس

---

32 مولانا محمد شعیب مفتاحی، رمضان اور جدید مسائل، فیصل پبلیکشنز۔ دیوبند، 2012م، ص:180

33 جدید فقہی مسائل، ج1، ص124

34 مجلة البحوث الإسلامية - الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد، ج22، ص55

لئے ہے تاکہ شیطان کے لئے رگوں کے راستے تنگ ہو جائے، کیونکہ کھاناتواس خون سے پیدا ہوتا ہے جس میں شیطان کھلے راستے سے چلتے پھرتے ہیں تو بے شک خون سے روکنا اور ممانعت زیادہ اولیٰ ہے۔"[35]

ابن تیمیہؒ کہتے ہیں"وَالدَّمُ مِنْ أَعْظَمِ الْمُفْطِرَاتِ فَإِنَّهُ حَرَامٌ فِي نَفْسِهِ لِمَا فِيهِ مِنْ طُغْيَانِ الشَّهْوَةِ وَالْخُرُوجِ عَنْ الْعَدْلِ وَالصَّائِمُ أُمِرَ بِحَسْمِ مَادَّتِهِ فَالدَّمُ يَزِيدُ الدَّمَ فَهُوَ مِنْ جِنْسِ الْمَحْظُورِ."[36]

سب سے بڑا مفطر خون ہے چناچہ خون ذات کے اعتبار سے حرام ہے اس لئے کہ اس میں شہوت کا ابھارنا اور حد سے نکلنا ہوتا ہے اور روزہ دار کو اس مادہ توڑنے کا حکم دیا گیا ہے اور خون تو خون میں زیادتی کرتی ہیں پس یہ ان جنس سے ہے جو ممنوع ہیں۔

دوسرا مسئلہ: خون لینے پر روزہ پر کیا اثر پڑتی ہیں؟

بیمار آدمی سے خون لینا یا تو علاج کی غرض سے ہوتا ہے جیسا کہ ڈائیلسس کی صورت میں ہوتا ہے اور یا لیباٹری یا تجربہ گاہ کے ذریعے سے ٹیسٹ کے لئے خون لیا جاتا ہے اور یا کسی دوسرے سے خون لینا ہوتا ہے۔ یہاں پر روزہ میں خون لینا مقصود بحث ہے خواہ کسی بھی طریقے پر ہو، لیکن یہ بحث مبنی ہے اس بحث پر کہ روزہ کی حالت میں حجامہ لگانے سے کیا اثر پڑتا ہے؟

حجامہ کے معنی ہے"پچھنہ لگانے کی ہیں"احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد رسالت میں یہ بھی ایک طریقہ علاج تھا اور خود رسول اللہ ﷺ بھی اس طریقہ علاج سے استفادہ کرتے تھے۔

حجامہ کے متعلق مختلف روایات کے بناپر اس سے متعلق کئی مسائل پیدا ہو گئے ہیں جو اہل علم کی توجہ مرکز رہے ہیں۔ روزہ کی حالت میں پچھنہ لگوانے کے متعلق دو قسم کی روایات ملتی ہیں۔ رافع بن خدیجؓ سے مروی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "افطر الحاجم والمحجوم "[37]

حجامہ لگانے والا اور لگوانے دونوں کا روزہ ٹوٹتا ہے۔

دوسرے طرف ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ "احْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ صَائِمٌ"[38] آپ ﷺ نے عین روزہ واحرام کی حالت میں پچھنے لگائے ہیں۔

جمہور اہل علم کے نزدیک حجامہ سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور حنابلہ نے پہلی روایت پر نظر رکھتے ہوئے حجامت کو روزہ ٹوٹ جانے کا باعث قرار دیا ہے۔[39]

جمہور اہل علم وفقہاء جو حجامہ کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جانے کی قائل نہیں ہیں پہلی حدیث کی مختلف توجیہ کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ کہ یہ روایت منسوخ ہے، اس لئے کہ امام شافعیؒ کے حسب روایت یہ واقعہ فتح مکہ کا ہے۔[40]

اور یا احادیث کو جمع کرنے سے تاویل کرنا پڑتا ہے جیسا کہ امام طحاویؒ نے ابوالاشعث صنعانی سے نقل کیا ہے کہ جس وقت نبی ﷺ نے "افطر الحاجم والمحجوم " کا فقرہ ارشاد فرمایا، اس وقت وہ دونوں غیبت کررہے تھے، پس منشاء نبوی یہ نہیں تھا کہ حجامت کی وجہ سے ان کے روزے

---

[35] احکام الادویہ:638

[36] مجموع الفتاوی ،باب الحاجم یفطراذا وصل الدم الی جوفه،ج25،ص258

[37] ابو داود ،باب فی الصائم رقم الحدیث :2367

[38] ابو عیسیٰ ،محمد بن عیسیٰ بن سورة بن موسیٰ بن الضحاک,اشرکة،(مصر،مکتبة ومطبعة،مصطفی البابی الحلبی ،1395,ھ۔1975ء ،باب ماجاء فی الرخصةفی ذالک،ح:775

[39] عینیؒ،محمود بن احمدبدر الدین عینی (م:855ھ) امام ،عمدة القاری ،(بیروت،دار احیاء تراث)باب الحجامةوالقئی،ج11،ص39

[40] محمدبن ادریس،اختلاف الحدیث،دار المعرفه۔بیروت،1410ھ۔1990م،باب الحجامة للصائم،ج8،ص540

ٹوٹ گئے، بلکہ غیبت کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس کے روزے کے ثواب واجر کے ضائع ہونے کی طرف اشارہ فرمایا کہ گویا اس کا روزہ روزہ نہ رکھنے کے برابر ہے۔[41]

پھر بھی اگر نسخ پر قول کرنا مشکل ہو اور جمع کرنے میں تاویل کی گنجائش نہیں رہتی تو ترجیح کا راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے تو ابن عباسؓ کی روایت کو ترجیح حاصل ہے، اس کے کئی وجوہات ہیں پہلا یہ کہ اس باب میں ابن عباسؓ اصح الحدیث ہے اور دوسرا یہ کہ اصل سے تائید ملتی ہے کہ روزہ تب تک درست ہوگا جب اس کے فساد پر کوئی دلیل نہ ہو۔ اور تیسرا یہ کہ کہ انسؓ کے قول سے تقویت ملتی ہے: "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ , قَالَ: أَوَّلُ مَا كُرِهَتِ الْحِجَامَةُ لِلصَّائِمِ أَنَّ جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ , فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَقَالَ: «أَفْطَرَ هَذَانِ» , ثُمَّ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ فِي الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ , وَكَانَ أَنَسٌ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ"[42]

اور اگر اس ترجیح پر کوئی اعتراض کریں تو ابن عبد البرؒ نے اس باب میں خوبصورت بات کہی ہیں: "الْأَحَادِيثَ مُتَعَارِضَةٌ مُتَدَافِعَةٌ فِي إِفْسَادِ صَوْمِ مَنِ احْتَجَمَ فَأَقَلُّ أَحْوَالِهَا أَنْ يَسْقُطَ الِاحْتِجَاجُ بِهَا وَالْأَصْلُ أَنَّ الصَّائِمَ لَا يُقْضَى بِأَنَّهُ مُفْطِرٌ إِذَا سَلِمَ مِنَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجِمَاعِ إِلَّا بِسُنَّةٍ لَا معارض له وَوَجْهٌ آخَرُ مِنَ الْقِيَاسِ وَهُوَ مَا قَالَ بن عَبَّاسٍ الْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ لَا مِمَّا خَرَجَ"[43]

حجامہ کرنے والے کا روزہ ٹوٹنے کی بارے میں احادیث متعارض ہیں تو کم از کم اس پر دلیل نہیں پکڑا جاسکتا، اصل میں روزہ دار روزہ کے قضاء تب کریں گا جب مفطرات ثلاثہ (اکل، شرب اور جماع) واقع ہوجائے اور دوسرا وجہ اس قیاس سے دلیل لیا جاسکتا ہے جو ابن عباسؓ نے روایت کیا ہے۔ "إِنَّمَا الْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ"[44]

جیسا کہ شروع میں گذر چکا کہ حجامہ کے معنی (فصد اور پچھنا کرانا ہیں) اور در اصل حجامہ سر میں فصد کرنے کو کہتے ہیں، اس لئے اس کے علاوہ جسم کے دوسرے حصوں سے خون نکلوانے سے حنابلہ کے نزدیک بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

حاصل یہ ہے کہ روزہ ایسے چیزوں سے ٹوٹے گا جو جسم میں داخل ہو نہ کہ ایسے چیزوں سے جو جسم سے خارج ہو، اس سے صرف قئی کی صورت مستثنی ہے، جس کی بعض صورتیں ناقض صوم ہیں اس لئے خون دینے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

اسی طرح خون دینے میں کچھ حرج نہیں خواہ ٹیسٹ کے لئے ہو، یا مریض کے لئے، البتہ اگر اندیشہ ہو کہ خون دینے کی وجہ سے روزہ کو قائم نہیں رکھ سکے گا اور اضطراری و مجبوری کی حالت نہ ہو، تو خون دینا مکروہ ہے، اسی احتیاط کی پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے روزہ دار کو روزہ کی حالت میں فصد لگوانے کو پسند نہیں فرمایا۔ "عن شُعبةَ قالَ: سمعتُ ثابتاً البُنانيّ يَسألُ أنسَ بنَ مالك رضي الله عنهُ: أَكُنْتُمْ تَكرَهونَ الحِجامَةَ للصائمِ على عهد النبيّ صلى الله عليه وسلم ؟ قال: لا، إلا من أَجْلِ الضَّعفِ".[45]

خون لینا علاج کی غرض سے ہو یا ٹیسٹ کے لئے یا کسی سے لینا ہو وغیرہ اس کا روزہ درست ہے اور اس پر قضاء نہیں ہے۔

---

[41] طحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد الازدی، شرح معانی الاثار، عالم الکتب، 1414ھ-1994م، باب الصائم یحتجم، ح:3428

[42] علی بن مسعود البغدادی، سنن الدار قطنی، (لبنان، مؤسسة الرسالة، 1424ھ-2004م، باب القبلة للصائم، ح:2260

[43] ابن عبد البر ،یوسف بن عبد اللہ بن عاصم قرطبی، الاستذکار، (بیروت، دار الکتب العلمية ،1421ھ-2000م)، باب ماجاء فی الحجامة، ج3، ص324

[44] بیہقی، احمد بن الحسین ابوبکر البیہقی (485ھ) السنن الصغیر ،(کراچی، دار النشر ،1410ھ-1989م، باب الحجامة للصائم ، ح:1348

[45] -ناصر الدین البانی (1420ھ) مختصر صحیح البخاری ،(ریاض، مکتبه المعارف، 1422ھ-2002م)، باب الحجامة، ح:911

خلاصہ بحث ونتائج

عمومی طور پر ادویات اور خاص طور پر جڑی بوٹی کی دوائیں مکلف (انسان) کی جسم اور روح پر کچھ اثرات چھوڑتی ہیں، مثلاً اگر عبادات ادا کرنے پر کوئی عارض آجائے مثلا جسم کے اندر کوئی دوا داخل کرے یا دوا لگائے تو وضو، نماز، روزہ، احرام اور احداد وغیرہ کا کیا حکم ہے؟ اور مکلف یا عبادات پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دوائیں کی آثار محسوسہ میں من جملہ یعنی مجموعی طور پر ضمان اور تاوان ہے، اور وہ آثار معنوی جو روح اور عبادت پر پڑتی ہیں، تو اس میں کچھ اہم جدید فقہی مسائل ہے جو قابل ذکر ہے چندان میں سے درجہ ذیل ہے:

ادویات کی خارجی وداخلی استعمال سے عبادات پر اثرات پڑتی ہیں۔

- المنظار "(دور بین) اگر سبیلین کے راستے سے داخل کیا گیا تو بنفسہ طہارت پر کچھ اثر نہیں پڑتا البتہ اس قسم کے آلات نکالنے میں اگر ساتھ نجس مواد ہو تو طہارت پر اثر پڑے گا۔ اسی طرح وہ ادویات جو سبیلین کے راستے سے داخل کیا جائے مثلاً تحامیل (شافہ، دوا کی بتی) یا "حقنۃ شرجیۃ" (پچکاری) یا چیک اپ کے لئے انگوٹھا داخل کرنے پر طہارت پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔
- بیمار آدمی سے خون لینے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
- وہ دوائی جو عقل کو زائل کرے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
- خون پر اگر نجس کا حکم لگایا جائے تو خون دینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر نجس کا حکم نہیں لگایا جاسکتا جیسا کہ بعض علماء کا قول ہے تو خون دینے سے وضو اور نماز پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ اسی طرح کٹا ہوا عضو یعنی پیوند کیا ہوا عضو کا حکم یہ ہے کہ اس سے نماز پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔
- منظار منہ وغیرہ یا سبیلین کے راستے سے داخل کیا جائے تو راجح قول کے بنا پر اس سے روزہ پر ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح چیک اپ کے لئے انگوٹھی داخل کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
- جو ادویات زخموں پر لگایا جائے اگرچہ آمہ (سر کا زخم) ہو یا جائفہ (پیٹ کا زخم) ہو تو جمہور علماء کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- {DIALYSIS} گرد کی دھلائی سے علماء عرب کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے البتہ ہند کے علماء کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- رگوں کی انجکشن سے علاج مقصود ہو یعنی غذا کے لئے نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا ورنہ غذائی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
- بیمار آدمی کو خون دینے سے اگر ضعف کا خطرہ ہو تو روزہ پر اثر پڑے گا ورنہ حجامہ کا حکم لگے گا جو کہ جواز کا درجہ رکھتے ہیں۔
- خون لینے والے شخص کا روزہ راجح قول کے مطابق نہیں ٹوٹتا۔
- محرم کے لئے ادویات استعمال کرنا کچھ صورتوں میں فدیہ کے ساتھ جائز ہے اور بعض صورتوں میں بغیر فدیہ کے جائز ہے۔
- اور معتدہ عورت کے لئے عذر کے صورت میں سوگ کے منافی دوا مثلاً زیب وزینت یا خوشبو استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔